لالچ

’’اِمرت والا آ گیا۔ کیا خوب رنگ جما گیا۔ جو پیے میرا پانی، رہے گرمی نہ گرانی، پیو میرا ٹھنڈا پانی۔‘‘

یہ جانی پہچانی آواز اس ادھیڑ عُمر غریب آدمی کی ہوتی تھی، جو چمڑے کی بڑی سی مَشک پیٹھ پر لادے شہر کی سڑکوں پر پانی بیچا کرتا تھا۔ وہ دِن بھر یوں ہی چلّاتا رہتا، تب کہیں جا کر چار پیسے کماتا تھا۔ اس کا اصل نام تو شاید ہی کِسی کو معلوم ہو لیکن پیشے کی نِسبت سے لوگ اسے مشکوب کہہ کر پُکارتے تھے۔

ایک دن مشکوب صُبح ہی سے اپنی مخصوص آوازیں لگا کر سڑکوں کے چکّر کاٹتا رہا لیکن شام تک وہ اتنے پیسے بھی نہ کما پایا جن سے وہ پیٹ بھر کھانا کھا سکتا۔ مایوسی کے عالم میں کھڑا کچھ سوچ رہا تھا کہ اس کی نظر ایک اجنبی مُسافر پر پڑی۔ مُسافر کے دھول میں اَٹے کپڑوں سے لگتا تھا کہ وہ ایک لمبی مسافت طے کر کے آیا ہے اور خوب تھکا ہوا بھی ہے۔ مُسافر نے مشکوب کی طرف دیکھا۔ مشکوب دِل ہی دِل میں خوش ہوا کہ چلو آخرکار ایک گاہک تو ہاتھ لگا۔ اُس نے پاس جا کر آواز لگائی اِمرت والا آ گیا، کیا خوب رنگ لگا گیا۔ جو پیے میرا پانی، رہے گرمی نہ گرانی۔ پیو

میرا ٹھنڈا پانی۔ اپنی پیاس بُجھاؤ اور تھکان کو دُور بھگاؤ۔''

مُسافر نے کہا۔'' بھائی! مسافتیں طے کرتے کرتے تو خود ہی ایک سفر بن گیا ہوں۔ اِس وقت بھی بہت دُور سے آ رہا ہوں۔ تھک کر چوُر ہو گیا ہوں۔ پیاس بہت لگ رہی ہے۔ مگر کیا کروں، میرے پاس پیسے نہیں ہیں''۔

مشکوب کو اجنبی مُسافر پر رحم آ گیا۔ اس نے مُسافر کو نہ صرف پانی پلایا بلکہ ایک رات اپنے گھر ٹھہرنے کی اجازت بھی دی۔ مُسافر خوشی خوشی اس کے ساتھ چل دیا۔

صبح ہوتے ہی مُسافر اُٹھ کھڑا ہوا اور مشکوب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولا۔'' بھائی! آپ بڑے مہربان آدمی ہیں۔ آپ نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی ہے۔ آپ کی مہمان نوازی کے لیے مَیں بہت شکرگزار ہوں۔ چاہتا ہوں کہ رُخصت ہونے سے پہلے آپ کو ایک مجرّب نُسخہ بتا دوں یہ دوا آپ جس مریض کو بھی دیں گے وہ بہت جلد تندرست ہو جائے گا۔ اس کی بیماری خواہ کِتنی ہی خطرناک کیوں نہ ہو۔'' اس کے ساتھ ہی ایک کتاب مشکوب کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔'' اِس کتاب میں اس دوا کی تیاری کا نسخہ اور طریقہ سب کچھ درج ہے۔ ہدایت پر پورا پورا عمل کیجیے اور یاد رکھیے کہ کِسی بھی غریب آدمی سے دوا کی قیمت نہ لیجیے ورنہ دوا کا اثر جاتا رہے گا۔''

اس عنایت کے لیے مشکوب کا رواں رواں اجنبی مُسافر کا شکر گزار ہوتا جا رہا تھا۔ وہ مُسافر کا نام جاننا چاہتا تھا لیکن اس سے پیشتر کہ مشکوب کچھ کہہ پاتا، مُسافر چلتا بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

اُسی دِن سے مشکوب نے سڑکوں پر پانی بیچنا بند کر دیا۔ کتاب میں درج نُسخے پر عمل کر کے دوا تیار کی اور مریضوں کا علاج کرنا شروع کر دیا۔ ابتدا میں تو لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ مشکوب کی دوا میں اتنا زبردست اثر ہوگا۔ لیکن جیسے جیسے مریضوں کو اس کی دوا سے شِفا ہونے لگی، اُن کی تعداد بڑھتی گئی۔ لوگ شفاخانہ پر مریضوں کا ہجوم رہنے لگا۔ اور مشکوب کو لوگ حکیم مشکوب کے نام سے مخاطب کرنے لگے۔

اجنبی کی ہدایت کے مُطابق وہ غریبوں کو مُفت دوا دیتا تھا۔ البتّہ امیروں سے خوب پیسے لیتا تھا۔ لوگ مشکوب کی حِکمت کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے۔ مشکوب روز بروز خوش حال ہوتا گیا۔ اُس نے اپنے لیے ایک اچھا سا گھر بنا لیا اور ایک خوب صورت عورت سے شادی کر کے بڑے آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

جوں جوں مشکوب کی دولت بڑھتی گئی لالچ اُسے بہکانے لگا اور وہ سوچنے لگا کہ غریبوں کو مُفت دوا دے کر اُس نے سخت غلطی کی ہے۔ اگر وہ ایسی غلطی نہ کرتا تو آج شہر کا سب سے بڑا دولت مند شخص بن گیا ہوتا۔

اگلے دن ایک بے حد غریب آدمی اپنے بیمار بچّے کے لیے دوا لینے آیا۔ اس کے پھٹے پُرانے کپڑوں اور بد حالی کو دیکھتے ہوئے بھی حکیم مشکوب نے دوا دینے سے پہلے اس سے فیس طلب کی۔ اس غریب نے اپنی مجبوری بیان کر دی لیکن حکیم نے اس کی بے کسی پر غور نہ کیا۔ غریب بے چارہ رونے لگا اور بولا۔ ’’حکیم صاحب یقین مانیے میرے پاس پھُوٹی کوڑی بھی نہیں۔ خُدا کے لیے میرے بچّے کی جان بچا لیجیے۔ یہ میرا اِکلوتا بچّہ ہے۔ حکیم صاحب خُدا کے واسطے۔‘‘

حکیم مشکوب غُصّے میں لال پیلے ہو کر چلاّئے۔ ’’نکل جاؤ یہاں سے، یہاں کوئی خیرات نہیں بٹ رہی ہے جو مُنھ اٹھائے خالی ہاتھ چلے آتے ہو۔ بھاگو یہاں سے ورنہ۔‘‘

غریب بے چارہ تو مایوس لوٹ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حکیم کی دواؤں کا اثر بھی فوراً زائل ہو گیا۔ دوا کو

© NCERT not to be republished

بے اثر پا کر وہ کتاب تلاش کرنے لگا۔ کتاب غائب ہو چکی تھی۔ اُدھر حافظہ بھی جواب دے چُکا تھا۔ لاکھ کوشش کرنے پر بھی وہ مجرب نُسخہ اسے یاد نہ آیا۔ مریضوں کا ہجوم منتشر ہونے لگا۔ جلد ہی اس کی تمام جمع پونجی ختم ہوگئی۔ رفتہ رفتہ مکان بھی نیلام ہوگیا اور پھر وہ غریبی کی اسی حالت میں پہنچ گیا جہاں سے اُس کے دن پھرے تھے۔

مرتا کیا نہ کرتا۔ پُرانی مشک کی مرمّت کروائی۔ اب پھر وہی مشک تھی اور وہی مشکوب۔ شہر کی وہی سڑکیں اور مشکوب کی وہی صدائیں۔ امرت والا آ گیا۔ کیا خوب رنگ جما گیا۔ جو پیے میرا پانی، رہے گرمی نہ گرانی۔ پیو میرا ٹھنڈا پانی۔'' دِن بھر شہر کی سڑکوں پر چلتے چلتے وہ بہت کمزور ہوگیا۔ پھٹے بانس کی طرح آواز بھی بے سُری ہوتی گئی۔ لیکن مشک پیٹھ پر لادے وہ بدستور سڑکوں پر گھومتا رہتا۔ ایک دن وہ حسب معمول گرد آلود سڑکوں پر چکّر لگا رہا تھا کہ دُور ہی سے اس نے ایک سانڈنی سوار کو دیکھا۔ مشکوب اس کی طرف بڑھا تو مُسافر نے کہا۔ ''مشکوب بھائی! میں ایک بے یارو مددگار مُسافر ہوں۔ رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اندھیرا چھانے کو ہے۔ ایک رات کے لیے اگر آپ مجھے اپنے گھر ٹھہرنے کی اجازت دیں تو مَیں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔ مشکوب اس دن کِسی اجنبی کو اپنے گھر ٹھہرانے کے حق میں نہ تھا۔ مگر مہمان نوازی کے سماجی ضابطوں سے مُنھ موڑنا بھی بداخلاقی سمجھتا تھا۔ بادل ناخواستہ بولا۔ ''ٹھیک ہے۔ چلیے! آج رات آپ میرے ہی گھر پر ٹھہریے۔''

گھر پہنچ کر مشکوب سے جو بھی بن پڑا کھانے پینے کا بندوبست کیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو مُسافر نے مشکوب کی مہمان نوازی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ ''بھائی آپ بہت نیک آدمی ہیں۔ آپ کی مہمان نوازی انعام کی مُستحق ہے۔ مگر اس وقت پیش کرنے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ خیر جو کچھ بھی ہے وہ مَیں آپ کو ضرور دوں گا۔ مَیں ایک کیمیا گر ہوں، اور سونا بنانے کی ترکیب جانتا ہوں۔ یہ راز مَیں آپ کو بھی بتا دوں گا۔ مگر یاد رکھیے کہ سونا ایک قومی دولت ہے۔ قوم کے کروڑوں غریب مزدور جب مِل کر کام کرتے ہیں تو دیش کی یہی مِٹّی سونا اُگلنے لگتی ہے۔ سونے کو پیدا کرنے والے دراصل غریب لوگ ہیں اس لیے آپ کو بھی اپنی ضرورتیں پوری کرنے کے بعد اپنی باقی دولت کو غریب عوام کی بھلائی کے کاموں میں لگانا ہوگا۔ لیجیے یہ کتاب ''سونا بنانے کے راز'' مَیں آپ

© NCERT not to be republished

کی نذر کرتا ہوں۔ اسے سنبھال کر رکھیے۔ یہ کہتے ہوئے مُسافر نے مشکوب کو وہ کتاب پیش کی۔

اسی رات مُسافر اور مشکوب نے مِل کر کام کیا اور سونے کی کچھ اینٹیں بھی تیار کر لیں۔ سونے کی اینٹوں کو دیکھ کر مشکوب حیرت سے بُت بنا کھڑا رہا۔ وہ مُسافر کو دروازے تک چھوڑنے بھی نہ جا سکا۔ اور مُسافر چلا گیا۔

مُسافر کے چلے جانے کے بعد مشکوب کافی دیر تک سوچتا رہا کہ اگر لوگوں کو میرے سونے کا پتہ چل گیا تو وہ اِسے چُرا لیں گے۔ اور اگر مَیں یہ سونا غریبوں کو بانٹتا رہا تو خود دولت مند کیسے بنوں گا۔ لالچ نے ایک بار پھر اس کی عقل پر پردہ ڈال دیا۔ اس نے فیصلہ کیا۔

’’میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ مَیں خود امیر بنوں گا۔ لوگ میری عِزّت کریں گے اور مَیں ٹھاٹ سے رہوں گا۔ مَیں اپنا سونا بے کار نہیں لُٹاؤں گا۔ کِسی کو نہیں دوں گا۔‘‘

مُسافر کے ساتھ مِل کر بنائی ہوئی سونے کی اِینٹوں سے مشکوب نے پھر ایک مکان خریدا۔ اچھے اچھے قالین بچھائے۔ قیمتی سامان سے گھر کو سجایا۔ اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

کچھ ہی عرصے بعد جب مشکوب کے پاس سے سونے کی تمام اِینٹیں ختم ہو گئیں تو اسے مُستقبل کی فِکر ہوئی۔

اس نے فوراً مسافر کی دی ہوئی کیمیا کی کتاب اُٹھائی۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کا سارا نشہ ہرن ہو گیا کہ وہ قیمتی کتاب تو پتّھر میں بدل چکی ہے۔ مستقبل میں روزی کے تمام دروازے بند ہوتے دیکھ کر اس کی چیخ نِکل گئی اور وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔

وقت گزرتا گیا اور کچھ ہی دِنوں کے بعد وہ پھر سے سڑکوں پر گھوم گھوم کر پانی بیچنے پر مجبور ہو گیا۔ ایک دِن جب حسبِ معمول مشک اُٹھائے چکّر لگا رہا تھا کہ ایک گھوڑسوار اس کے بالکل قریب آ کر کہنے لگا۔

''ارے مشکوب! مجھے پہچانتے نہیں۔ اس سے پہلے ہم دو بار مِل چُکے ہیں۔ پہلی بار مَیں نے تمھیں ایک لاجواب دوا کی تیاری کا نُسخہ بتایا تھا۔ مگر لالچ میں آ کر تم نے غریبوں کو بھی نہ بخشا اور ان ناداروں سے دوا کے مُنھ مانگے دام وصول کرنے پر تُل گئے۔

مشکوب یہ سن کر گڑگڑایا۔ ''میرے محسن! مجھے معاف کر دیجیے۔ آئندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گا۔ لالچ اور خودغرضی نے مجھے اندھا کر دیا تھا اور مجھے دیش کے غریبوں سے بیگانہ بنا دیا تھا۔ اے عظیم انسان! مجھے معاف کر دیجیے۔''

مُسافر نے کہا۔ ''اب مجھے اچھی طرح پہچان لو۔ لوگ مجھے بوعلی سینا کہتے ہیں۔ میری اپنی زندگی غریبوں اور محتاجوں کے لیے وقف ہے۔ مگر تمھاری سَنگ دِلی نے میری محنت پر پانی پھیر دیا اور دو قیمتی کتابوں کو پتّھر بنا دیا۔ اب یہ پتّھر پھر سے قیمتی کتابوں میں اس وقت تک نہیں بدل سکتے جب تک کہ تم جیسے سَنگ دِل لوگ اپنی زندگی غریبوں اور محتاجوں کی بھلائی کے لیے وقف نہ کر دیں۔ جو بھی شخص ایسا کرے گا۔ اس کے دِل کی گرمی ان پتّھروں کو پگھلا سکے گی۔ عِلم اور عقل سونے سے نہیں خریدے جا سکتے بلکہ سونا حاصل کرنے کے لیے عِلم اور عقل کے ساتھ ساتھ دردمند دِل بھی پیدا کرنا پڑتا ہے'' یہ کہہ کر بوعلی سینا نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(رام آسرا راز)

معنی یاد کیجیے

امرت	:	آبِ حیات، وہ پانی جس کے پینے سے موت نہیں آتی۔
مسافت	:	فاصلہ
مجرّب	:	آزمایا ہوا
زائل ہونا	:	مٹ جانا، ختم ہو جانا
جمع پونجی	:	وہ دولت جو بچا کر رکھی جائے
گرانی	:	بھاری پن
بادلِ ناخواستہ	:	نہ چاہتے ہوئے
مہمان نوازی	:	مہمان کی خاطرداری
کیمیا گری	:	سونا بنانے کا عمل
ناداروں	:	نادار کی جمع، جس کے پاس کچھ نہ ہو، مفلس، غریب
محسن	:	احسان کرنے والا
سنگ دل	:	پتھر دل، بے رحم
اوجھل	:	غائب

سوچیے اور بتائیے۔

1. مشکوب کو اجنبی مسافر پر کیوں رحم آیا؟
2. مسافر نے مشکوب کو کیا ہدایت دی؟
3. مشکوب حکیم مشکوب کیسے بنا؟
4. دواؤں کا اثر کیوں زائل ہو گیا؟
5. سانڈنی سوار نے مشکوب کو اپنے بارے میں کیا بتایا؟

© NCERT not to be republished

6. قیمتی کتاب پتھر میں کیوں تبدیل ہوگئی؟
7. مسافر سے مشکوب نے گڑگڑا کر کیا کہا؟
8. بوعلی سینا کون تھے اور انھوں نے مشکوب سے کیا کہا؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

مجرب بادل ناخواستہ کیمیاگری مربی جمع پونجی اوجھل مسکین

ان لفظوں کے متضاد لکھیے۔

تندرست اجنبی خوش حال مُستحق نادار

محاوروں کو جملوں میں استعمال کیجیے۔

عقل پر پردہ پڑ جانا	:	عقل کا جاتے رہنا
نشہ ہرن ہونا	:	ہوش میں آ جانا
پتھر پگھلانا	:	مشکل کام کو آسان کر دینا
تھک کر چور ہونا	:	بہت زیادہ تھک جانا

صحیح جملے پر صحیح (✓) اور غلط پر غلط (×) کا نشان لگائیے۔

1. پیشے کی نسبت سے لوگ اسے مشکوب کہہ کر پکارتے تھے۔ ( )
2. مشکوب کو اجنبی مسافر پر رحم آ گیا۔ ( )
3. مسافر نے مشکوب کو مجرّب نسخہ نہیں دیا۔ ( )
4. نسخہ پا کر بھی مشکوب سڑکوں پر پانی بیچتا رہا۔ ( )

© NCERT not to be republished

5. مشکوب کی دوائیں اثر والی نہیں تھیں۔ ( )
6. لوگ مشکوب کے نام سے مخاطب کرنے لگے۔ ( )
7. ایک دن ایک غریب آدمی اپنے بیمار بچّے کی دوا لینے آیا۔ ( )
8. مشکوب کی نسخے والی کتاب غائب ہوگئی۔ ( )
9. اجنبی مسافر بوعلی سینا تھے۔ ( )

عملی کام

- اس کہانی کو مختصر طور پر اپنے لفظوں میں لکھیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے۔

''مسافر'' کا مطلب ہے ''سفر کرنے والا'' یہ اسمِ فاعل ہے یعنی ایسا اسم جس سے کسی کام کے کرنے کا پتہ چلے ''اسمِ فاعل'' کہلاتا ہے۔ درج ذیل کو اسمِ فاعل میں بدل کر لکھیے۔

طلب کرنے والا

شعر کہنے والا

شکر ادا کرنے والا

عبادت کرنے والا

حفظ کرنے والا

غور کرنے کی بات

- یہ بڑی دلچسپ کہانی ہے، اس کو پڑھنے کے بعد بچّوں تمھیں غور کرنا چاہیے کہ لالچ بڑی بُری بلا ہے۔ لالچ کی وجہ سے انسان ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے، جیسا کہ اس کہانی میں مشکوب نے اُٹھایا، اگر وہ مسافر کے کہنے پر عمل کرتا رہتا تو خود بھی فائدے میں رہتا اور اللہ کے بندے بھی اس سے فیض پاتے رہتے۔

© NCERT not to be republished

- مسافر کو بوعلی سینا نے نصیحت کرتے ہوئے کہا، ''میری زندگی غریبوں اور محتاجوں کے لیے وقف ہے۔ علم اور عقل، سونے سے نہیں خریدے جاسکتے۔''
- بوعلی سینا پرانے زمانے کے مشہور حکیم اور سائنس داں تھے۔ ان کا پورا نام بوعلی حسین بن عبداللہ بخاری تھا۔ 22 سال کی عمر میں سیر و سیاحت پر نکلے، اور دنیا کی خوب سیر کی۔ انھوں نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں شفا اشارات اور قانون زیادہ مشہور ہیں۔ ان کتابوں کے ترجمے دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ تمام بڑے سائنسدانوں اور طبیبوں نے ان کتابوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔

© NCERT not to be republished